AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Recognized in "Y" Category Journal by HEC
ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue II
Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: مولانا حامد علی خانؒ کی دینی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

Authors & Affiliations:

[1] **Muhammad Masoom Hamid**
M.Phil. Islamic Scholar, Institute of Southern Punjab, Multan, Pakistan.

[2] **Dr. Fayaz Ahmad Farooq**
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan.

Email Add: [1] masoomhamid1997@gmail.com

ORCID ID: 0009-0000-4359-7781

Published: 2024-05-02

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.12796667

Citation: Muhammad Masoom Hamid, and Dr. Fayaz Ahmad Farooq. 2024. "مولانا حامد علی خانؒ کی دینی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ: An Analytical Study of the Religious Services of Maulana Hamid Ali Khan". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (02):64-77. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/269.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

ASIAN Research Index
INTERNATIONAL Scientific Indexing
EuroPub
Academic Resource Index ResearchBib
BASE
DRJI
OCLC WorldCat
ROOTINDEXING — Root Society for Indexing and Impact Factor Service
Google Scholar

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.
+92-313-305-2561, +92-300-030-9933
www.almisbah.info

REINCI
Purifying Culture & Ideology with Divine Guidance

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 64-77

مولانا حامد علی خانؒ کی دینی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Religious Services of Maulana Hamid Ali Khan

*Muhammad Masoom Hamid
**Dr. Fayaz Ahmad Farooq

ABSTRACT

Islamic teachings encapsulate fundamental principles and practices derived from Quran Hadith and Islamic Jurisprudence. Central to Islam is the belief in Monotheism (Tawhid), Prophethood (Risalat). Rooted in the Quranic Revelations and Prophetic traditions of Prophet Muhammad (SAW) Islamic Religious teachings encompass a comprehensive framework guiding believers in the matter of faith, morality and societal conduct. Maulana Hamid Ali khan is a revered figure in Islamic circles renowned for his profound intellect through an interdisciplinary lens. It examines Maulana Hamid Ali Khan illuminates his literary genius and analysis which offer insight into spirituality, morality and social issues. Beyond his literary pursuits, Maulana Hamid Ali Khan's educational leadership and academic services are scrutinized, revealing his role as a beacon of knowledge and a unifying force within the Islamic community. Through his enlightening teachings Maulana Hamid Ali Khan not only imparts doctrinal knowledge but also foster moral development, social cohesion, and interfaith dialogue within Muslim communities and beyond. His exemplary leadership in addressing contemporary challenges underscores the transformative impact of religious services.

Key Words: teachings, Madarsa, Molana Hamid Ali Khan, Tasnif, Naqsbandia, Marif-e-Anayatia, Tazkira-tul-Mashaikh, Khatm-E-Nabuwat.

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جو زندگی کے ہر پہلو میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ خواہ اس کا تعلق انسانی زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو اسلام کی تعلیمات انسان کو زندگی کے ہر مرحلہ میں معاون اور مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا اس وقت ممکن ہو گا جب ہم خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی سیرت کی پیروی کریں گے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[1]

ترجمہ: بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ بہترین اسوہ حسنہ ہے۔

*M.Phil. Islamic Scholar, Institute of Southern Punjab, Multan, Pakistan.
**Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan.

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی حیات مبارکہ ہمارے لیے مشعل راہ قرار ہے اس لیے ہم پر یہ بات فرض ہے کہ حضور ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کریں۔اسی طرح رسول پاک ﷺ کی حیات طیبہ پر عمل کرتے ہوئے دین اسلام کے جید علماء نے اس دنیا کی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔اسلام کی تاریخ میں ہمیں لاتعداد افراد ایسے ملتے ہیں جنہوں نے بغیر کسی لالچ کے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کرتے ہوئے بسر کر دی۔ایسے جید علماء ہمیں دنیا کے ہر حصہ میں ملتے ہیں۔برصغیر پاک وہند علمی لحاظ سے دنیا کا ایک زرخیز حصہ ہے۔یہاں پر اہل علم نے بہت کام کیا ہے۔خاص طور پر مسلمان علماء نے علمی لحاظ سے بہت کام کیا ہے۔انہی جید علماء میں بیسویں صدی عیسوی کے ایک ایسے عالم دین **مولانا حامد علی خانؒ** گزرے ہیں جو اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں مشغول رہے اور معاشرہ کی تشکیل اور ترقی میں اپنا کردار ادا کیا۔

خاندانی پس منظر:

مولانا حامد علی خانؒ نسلاً پٹھان تھے۔ آپ کے والد کا نام شید اعلی خان تھا۔[۲] محقق خالد محمود قادری کی تحقیق کے مطابق آپ کا شجرہ نسب قیس سے ملتا ہے۔ "قیس اس خاندان کا پہلا شخص تھا جو دین باطل کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوا۔ قیس نے دیدار مصطفی ﷺ کے ذوق وشوق میں افغانستان سے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا۔ایک روایت کے مطابق قیس کی شادی سارہ بنت خالد بن ولید سے ہوئی، جن سے تین فرزند پیدا ہوئے اور ان سے آگے نسل پروان چڑھی اور ان کی نسل افغان کہلائی۔"[۳]

آپ کے پر دادا کا نام بلند اختر علی خان بن خان عالم خان تھا اور آپ کے دادا کا نام مہدی علی خانؒ تھا۔[۴] حضرت مولانا حامد علی خانؒ کے والد شید اعلی خان کا انتقال ان کے دادا مہدی علی خان سے پہلے ہو چکا تھا۔ آپ کے والد کا انتقال ۱۹۱۸ء میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۱۲ سال تھی۔ آپ کے والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ کے دادا مہدی علی خان نے آپ کی پرورش کی۔[۵]

دادا مولانا مہدی علی خانؒ:

"مولانا مہدی علی خان رامپور کے علمی طبقہ میں ایک معروف شخصیت تھے۔وہ ریاست کے سرکاری کتب خانہ (جو ہندوستان میں ایک مایہ ناز منفرد علمی خزانہ ہے) کے تحویلدار تھے۔اس کتاب خانہ کی تعمیر و تنظیم میں ان کی خدمات جلیلہ کا بڑا دخل ہے۔ مولانا شبلی مرحوم اور ایسے ہی دوسرے جلیل القدر علماء نے کتاب خانہ کی "معانہ بک" میں ان کو زندہ کتاب خانہ لکھا ہے۔"[۶]

والد شید اعلی خانؒ:

"آپ کے والد کا نام شید اعلی خان تھا جو مہدی علی خانؒ کے فرزند تھے۔ آپ کے والد کا وصال آپ کے دادا سے پہلے ہو گیا تھا۔ والد محترم پانچ وقت کے نمازی تھے اور باجماعت نماز مسجد میں ادا کرتے تھے۔ آپ کے والد نے آپ کی تربیت بہت نفیس انداز میں فرمائی۔ آپ کو

فارغ بیٹھنے نہ دیتے تھے اور آپ کے دادا حضور مہدی علی خاںؒ سے درخواست کرتے تھے کہ ان کو اپنی صحبت میں رکھیں تاکہ آپ کی صحبت سے علمی اثر ہو۔"[7]

ولادت باسعادت:

حضرت علامہ مولانا حامد علی خانؒ سن ۱۹۰۶ء کو مولانا مہدی علی خانؒ کے صاحبزادے شیدا علی خان کے علمی روحانی گھرانہ میں پیدا ہوئے، جو ہندوستان کے شہر مصطفی آباد عرف ریاست رامپور محلہ زیارت والی میں واقع تھا۔[8] آپ نسلا پٹھان تھے، اور قبیلہ کمال زئی سے تعلق رکھتے تھے۔[9] دار السلام مصطفی آباد، رامپور کو زمانہ قدیم سے علوم وفنون میں بقیہ ہندوستان میں منفرد اور مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ اسی لیے رام پور میں ہمہ وقت طلباء کا جمع غفیر ہوتا تھا۔ جو اطراف ہندوستان اور بیرون ہند سے آتے تھے۔[10]

مولانا حامد علی خانؒ کے عادات وخصائل:

مولانا حامد علی خانؒ بچپن سے ہی ذہین ہونے کے ساتھ خوش نصیب تھے کہ انہیں بچپن سے ہی کاملین کا ساتھ میسر تھا۔ اہل علم ودانش میں آپ کی پرورش ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کی شخصیت پروقار تھی۔ آپ پانچ وقت کے نمازی تھے۔ بچپن سے ہی متقی اور پرہیز گار تھے۔ فضول گفتگو سے اجتناب کرتے تھے اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔

مولانا حامد علی خانؒ اپنی کتاب تذکرۃ المشائخ میں لکھتے ہیں کہ: "اس ناچیز کو آغاز جوانی ہی میں "سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کامل ترین شیخ حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خانؒ سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ حسن اتفاق یہ ہوا کہ احقر کا آبائی مکان حضرت قبلہ کے محلہ ہی میں واقع تھا اور بچپن ہی سے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خانؒ کی معیت میں نماز پڑھنے کی توفیق میسر ہوئی۔"[11]

تعلیم وتربیت:

مولانا حامد علی خانؒ کو بچپن ہی سے دینی تعلیم سے لگاؤ تھا اور بچپن سے ہی ان کی دینی تربیت ہو رہی تھی اور حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خان نقشبندی مجددیؒ سے عقیدت اور محبت کی وجہ سے دینی تعلیم حاصل کرنے کا جذبہ مزید بڑھ گیا تھا۔ مولانا کے گھر کا ماحول مولانا مہدی علی خانؒ کی سرپرستی میں تھا۔

"ابتدائی فارسی تعلیم آپ نے اپنے دادا محترم ممتاز مہدی علی خانؒ سے حاصل کرنا شروع کی۔"[12]

بیعت وروحانی تعلیم:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ کو حضرت حافظ عنایت اللہ خانؒ سے خاصی عقیدت اور محبت تھی انہی کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور ان سے رہنمائی بھی حاصل کرتے تھے۔ آپ اپنی کتاب میں بیعت کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"میں نے از خود ہی ایک روز بیعت کی درخواست پیش کی، فرمایا ابھی پڑھو، بیعت بعد میں ہو جانا۔ میں نے عرض کیا: پڑھوں گا، بیعت فرمالیجئے، آپ نے فرمایا کہ: اچھا شام کو حلقہ میں آجانا، حلقہ میں حاضر ہوا اور بیعت سے مشرف ہوا۔ یہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ تھا۔"[۱۳]

بیعت کے بعد مولانا حامد علی خانؒ نے اپنے مرشد سے روحانی تعلیم حاصل کی اور دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق میں مزید اضافہ ہوا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ "بیعت کے بعد حضرت قبلہ نے تلقین وظائف کے بعد یہ بھی ارشاد فرمایا ے تھا کہ: "تمہارے لیے اس وظیفہ کی تعداد پورا کرنا لازم نہیں ہے۔ بس علم حاصل کرنے میں ہی تمہارا وظیفہ ہے۔ مگر حضرت کی صحبت ایسی تھی کہ وظیفہ مکمل ہو جاتا تھا"۔[۱۴]

مدرسہ عالیہ رام پور میں داخلہ:

علم حاصل کرنا نہایت ضروری عمل ہے حضرت مولانا حامد علی خانؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ اپنی کتب تذکرۃ المشائخ میں اپنی باقاعدہ تعلیم کے باری میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"اب تک فارسی وغیرہ کی تعلیم بقدر ضرورت ہو چکی تھی۔ بیعت کے بعد علوم دینیہ عربیہ کی تعلیم کا شوق غالب ہوا۔ خدمت اقدس میں اظہار شوق کیا تو بہت خوش ہوئے۔ اور اپنے لائق تر صاحبزادہ جامع علوم عقلیہ و نقلیہ حضرت المخدوم مولانا الحافظ حمایت اللہ خان صاحبؒ کے سپرد کر کے فرمایا، " اس کو بھی پڑھاؤ" حضرت صاحبزادہ نے اپنی خدمت میں قبول فرمایا اور ایسی شفقت اور مہربانی سے اس ناچیز کی تعلیم و تربیت فرمائی جیسے کہ کوئی پدر شفیق اپنی اولاد کی کرتا ہے۔ سفر و حضر میں اپنے ساتھ ہی رکھتے۔ شرح جامی، قطبی تک تو سارے اسباق بس آپ ہی کی خدمت میں پڑھے۔ اس کے بعد مدرسہ عالیہ رام پور کے نصاب کے مطابق ترتیت اور درجات کے ساتھ تعلیم جاری رہی اور ہر سال سالانہ امتحان میں کامیابی کے ساتھ ترقی ہوتی رہی۔"[۱۵]

اساتذہ:

مولانا حامد علی خانؒ نے مدرسہ عالیہ رام پور کے مشہور اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ مولانا حافظ حمایت اللہ خانؒ کے علاوہ آپ کے چند مشہور اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱. حضرت علامہ فضل حق (پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور)
۲. حضرت مولانا معز اللہ خانؒ
۳. حضرت مولانا نذیر الدین
۴. حضرت مولانا وجیہ الدین[۱۶]

سن فراغت:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ مدرسہ عالیہ رام پور سے ۱۹۳۰ء میں سند فراغت حاصل فرمائی۔[۱۷]

تدریسی خدمات کے چار ادوار:

حضرت نے قریباً نصف صدی تک درس و تدریس کے ذریعے قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی جو قندیلیں روشن کیں ان چراغوں سے طالبان علم و معرفت آج بھی روح و عقل کی سیاہیاں دور کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی علمی اور روحانی کوششوں پر نظر ڈالی جائے تو ہر طرف علم و عرفان کے دریا موجزن نظر آتے ہیں۔ پیر طریقت حضرت مولانا حامد علی خان کو حق سبحانہ تعالیٰ نے تعلیم و تدریس کا خوب ملکہ عطا فرمایا تھا۔ مولانا حامد علی خانؒ نے اپنی ساری زندگی درس و تدریس کرتے ہوئے بسر فرمائی ہے۔ حضرت مولانا حامد علی خانؒ کی تعلیمی خدمات کا مطالعہ کریں تو حضرت کی تدریسی خدمات کو چار ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ تدریسی خدمات کا جائزہ درج ذیل ہے۔

پہلا دور (۱۹۳۰ء-۱۹۳۲ء):

یہ وہ دور ہے، جس میں برصغیر کے مسلمان آزادی حاصل کرنے کے لیے ایک الگ مملکت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس دور میں تعلیم کا ایک اہم کردار تھا۔ مولانا حامد علی خانؒ علم حاصل کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور سند فراغت حاصل کرنے کے فوراً بعد آپ نے تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ابتداء میں آپ نے گھر میں تدریس کا آغاز کیا۔

"مدرسہ عالیہ سے فراغت کے بعد مولانا حامد علی خانؒ ۱۹۳۰ء میں اپنے گھر پر درس و تدریس کا آغاز کیا۔ جہاں ۱۹۳۲ء تک طلبہ کو آپ دینی تعلیم دیتے رہے۔"[۱۸]

دوسرا دور (۱۹۳۲ء-۱۹۴۷ء):

حضرت کے درس و تدریس کا دوسرا مرحلہ مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد روہتک سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت نے مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد روہتک میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک تدریس کی اور صدر مدرس رہے۔ اس دوران ہزاروں طلباء نے آپ سے فیض علم و عرفان حاصل کیا۔ مولانا حامد علی خانؒ اپنی کتاب تذکرۃ المشائخ میں روہتک آنے کے واقعات کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

> "ایک روز فجر کی نماز کے بعد حضرت قبلہ حافظ ہدایت اللہ خانؒ کے چھوٹے صاحبزادہ عطاء اللہ خان صاحب نے مسجد میں آکر اس ناچیز سے فرمایا کہ آج رات تمہارے متعلق ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ:- ایک مسجد میں جماعت کثیر حاضر ہے۔ حضرت قبلہ پیر و مرشد پہلی صف میں محراب کے قریب تشریف فرماہیں۔ تھوڑے فاصلہ پر پہلی صف میں آپ بھی موجود ہو۔ امام کا مصلی خالی ہے۔ حضرتؒ نے انگلی کے اشارے سے آپ کو پاس بلایا، اور امام بنا دیا۔ اس خواب کے تیسرے یا چوتھے روز قاری خورشید صاحب، رامپور پہنچے اور کہا کہ میں مدرس کو لینے آیا ہوں۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحب کے ارشاد کے مطابق یہ حقیر روہتک آگیا۔"[۱۹]

خدمات:

روہتک پہنچ کر آپ نے باقاعدہ تدریس کا آغاز کیا اور آپ باقاعدہ ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۷ء تک مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد میں قرآن و حدیث اور فقہ کی تعلیم دیتے رہے۔ اس دوران سینکڑوں طلبہ نے آپ سے کسب فیض کیا۔

"حضرت پیر طریقتؒ نے قیام روہتک کے دوران مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد کی عمارت از سر نو بنوائی اور مسجد کی توسیع بھی کروائی۔ پیر طریقتؒ کی قابلیت خصوصی توجہ اور حسن انتظام کا ہر طرف شہرہ ہوا اور دور دراز علاقوں سے طلباء علم حاصل کرنے کے لیئے آنے لگے۔ آپؒ مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد روہتک میں طلبہ کو قرآن و حدیث اور فقہ کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی کے نصاب کے مطابق علوم شرقیہ کے امتحان کی تیاری کراتے رہے۔ مولاناؒ نے مسلمان بچیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک عمارت بنائی۔ جہاں طالبات دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ سلائی کڑھائی کا کام بھی سیکھتی تھیں۔"[20]

تیسرا دور (۱۹۴۷ء-۱۹۵۹ء):

حضرت مولانا حامد علی خاںؒ قیام پاکستان تک روہتک میں قیام پذیر رہے۔ قیام پاکستان کے بعد روہتک کی مسلم آبادی پاکستان ہجرت کرنے لگی اس لیے آپ واپس رامپور آ گئے۔ رامپور میں حضرت مولانا حامد علی خانؒ کے عزیز و اقارب کی اکثریت تھی اس لیے آپ واپس رامپور تشریف لے آئے اور مدرسہ عالیہ رامپور میں شیخ الحدیث والتفسیر مقرر ہوئے۔ اس بارے میں آپ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:

"تقسیم ملک کے بعد جب مسلم آبادی رہتک سے پاکستان منتقل ہونے لگی تو یہ ناچیز رہتک سے رام پور چلا گیا وہاں مدرسہ عالیہ میں مدرس تفسیر بنا دیا گیا۔ اور ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۹ء تک یہ خدمات انجام دیتا رہا۔"[21]

چوتھا دور (۱۹۵۹ء-۱۹۸۰ء):

"حضرت کا درس و تدریس کا چوتھا دور ۱۹۵۹ء سے لے کر ۱۹۸۰ء تک ہے، اس دور میں آپ نے قرآن، حدیث، فقہ، صرف، نحو، منطق، فلسفہ تصوف اور دیگر علوم پڑھائے۔ اور طلباء کی انگنت تعداد نے آپ سے اکتساب کیا۔ حضرت مولانا حامد علی خان کو تعلیم و تدریس کا بڑا ملکہ حاصل تھا۔ یہ عطیہ خداوندی تھا آپ نے جہاں بھی تدریس شروع کی تھوڑے ہی عرصہ میں حلقہ درس وسیع سے وسیع تر ہو جاتا تھا۔ حضرت درس و تدریس کو عبادت الٰہی سمجھتے تھے۔ اس لئے طلباء کی کافی تعداد ہمیشہ آپکے حلقہ تدریس میں شامل رہی۔ علماء و فضلاء آپ کے انداز تدریس کو دیکھ کر حیران ہو جاتے اور آپ کی قابلیت اور علمیت کا برملا اعتراف کرتے تھے۔"[22]

تلامذہ کی اصلاح وتربیت کا انداز:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے بزرگوں کی تعلیمات کے امین تھے۔ آپ کے شاگرد، جن میں ذوق اور جستجو ہوتی تھی، وہ آپ سے روحانی تربیت حاصل اللہ سے قرب حاصل کرتے تھے۔

" آپ ہر مرید کی اندرونی وباطنی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ جس سے طالب صادق ایسا محسوس کرتے تھے کہ وہ مقام جس کی وہ جستجو کر رہے ہیں صرف حضرت کی توجہ کے ساتھ ہی اسے حاصل ہو گیا ہے۔ سلسلہ میں داخل ہونے والے مرید کو پہلا سبق "طریقہ ذکر" بتا کر توجہ دیتے تھے اور آپ کی پہلی توجہ کے ساتھ ہی طالب کا قلب جاری ہو جاتا۔ حضرت حامد علی خانؒ اپنے مریدین کو تاکید فرماتے کہ حضرت محمد ﷺ کی مطابعت کو لازم پکڑے رکھو۔"[۲۳]

مسلم ایجوکیشن بورڈ کی سرپرستی:

قیام روہتک کے دوران مولانا نے نہایت ہی خاموشی کے ساتھ دینی، ملی اور علمی خدمات انجام دیں۔ مگر یہ کام نہایت خاموشی کے ساتھ فرماتے رہے۔ حضرت مولانا حامد علی خانؒ مسلم ایجوکیشن بورڈ ضلع روہتک کے صدر رہتے تھے۔ یہ بورڈ مسلمان طلباء کو مفت مالی اور تعلیمی سہولتیں مہیا کرتا تھا۔ اس بورڈ کا صدر دفتر علی گڑھ میں تھا اور اسے نواب حبیب الرحمن خان شیروانی کی سرپرستی حاصل تھی۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے مسلمانان روہتک کی جانب سے ہر سال کثیر رقم بورڈ کو عطیہ بھیجی جاتی تھی۔ ہر سال اعلیٰ استعداد کا مظاہرہ کرنے والے طلباء کو وظائف دیے جاتے تھے۔[۲۴]

اوہام پرستی اور جاہلانہ رسومات کے خلاف جہاد:

" روہتک میں اوہام پرستی اور جاہلانہ رسومات بہت زیادہ تھیں۔ حتیٰ کہ بزرگان دین کے مزارات پر رقص و سرور کی محفلیں جمائی جاتیں۔ مولانا حامد علی خانؒ نے اس کے خلاف جہاد کا پروگرام بنایا۔ حضرت بہاء الدینؒ اور حضرت سلطان العارفین صابرؒ کے مزارات سے ان خباثتوں کو ختم کر کے قرآن خوانی کا سلسلہ شروع کیا۔"[۲۵]

تحریک نکاح ثانی:

"ضلع روہتک کے دیہات میں زیادہ تر راجپوت برادری آباد تھی۔ ان میں بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ مولانا حامد علی خانؒ نے ان کی احوال کی اصلاح کے لیے راجپوتوں میں تبلیغی تحریک چلائی، جو بہت کامیاب رہی۔ آپ نے بہت سی نوجوان بیوگان کے نکاح ثانی کرائے۔"[۲۶]

مسلم ٹریڈ کمپنی کا قیام:

۱۹۴۰ء میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو ہنود کے دلوں میں نفرت کی آگ بھڑک اٹھی۔ ضلع روہتک میں ہندو تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ حالات میں کشیدگی ہوتی تو ہندو فوراً اپنی دوکانیں بند کر دیتے۔ جس سے مسلم آبادی کو غذائی اجناس اور خوراک کی پریشانی ہوتی تھی۔

"مولانا حامد علی خانؒ نے اس صورت حال کا بغور جائزہ لیا۔ اور آپ کی کوششوں سے روہتک کے مسلمان علماء اور معززین کا ایک اجلاس مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد میں ہوا۔ جس کی صدارت آپؒ نے فرمائی۔ آپ نے حالات کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ ایک ٹریڈ کمپنی قائم کی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کوشش اور کاوش سے ۱۵ لاکھ کی خطیر رقم سے مسلم ٹریڈ کمپنی قائم کی گئی۔"[۲۷]

روزنامہ جسارت ملتان مولانا حامد علی خانؒ کی ملی سیاسی اساس اور دینی خدمات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"روہتک میں مسلمان اقتصادی اور تجارتی لحاظ سے بہت کمزور تھے۔ مسلمانوں کا اس علاقہ میں کوئی قابل ذکر سلسلہ تجارت نہ تھا۔ بلکہ قسم کی تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں تھی۔ مولاناؒ کی تحریک پر روہتک شہر میں مسلمانوں کے مشترکہ سرمائے سے ایک تجارتی کمپنی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ کمپنی قیام پاکستان تک قائم رہی۔ اس میں الحاج ریحان الدین صدیقی نے بھی شمولیت اختیار کرلی۔ اور اس تحریک کے ذریعے مسلمانوں کو محلہ در محلہ تجارت کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ اور مسلمانوں کو احساس دلایا گیا کہ وہ صرف مسلمانوں کی دکانوں سے سودا سلف خریدا کریں۔ اس طرح روہتک کے مسلمان آڑہت وغیرہ کے کاروبار میں ہندوؤں کا کھل کر مقابلہ کرنے لگے۔"[۲۸]

تحریک پاکستان میں حصہ:

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کو اپنے ایک انٹرویو میں مولانا حامد علی خانؒ ارشاد فرماتے ہیں:

"میں نے تحریک پاکستان میں محض اللہ کی رضا کے لئے حصہ لیا تھا یہ تحریک فی الحقیقت اعلائے کلمتہ اللہ کی تحریک تھی اور اس میں شامل ہر چھوٹے بڑے کے نزدیک مطالبہ پاکستان کا مطلب یہ تھا کہ ایک ایسا خطہ زمین حاصل ہو گا جسے صحیح معنوں میں اسلامی ریاست کہا جاسکے گا اس میں اللہ کا قانون اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حکمرانی ہو گی نیز وہاں مسلمان اپنے فرائض مذہبی کی ادائیگی میں بالکل آزاد ہوں گے۔ انہی جذبات واحساسات کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں نے مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر قائد اعظم علیہ الرحمتہ کی قیادت میں پاکستان کی جنگ لڑی۔ میں نے بھی اس کو جہاد فی سبیل اللہ کی تحریک سمجھ کر اس میں حصہ لیا۔ میں اس زمانے میں ضلع روہتک میں تھا۔ پاکستان کے لئے میں نے جگہ جگہ جلسے کئے اور تقریریں کر کے رائے عامہ مسلم لیگ کے حق میں ہموار کرنے کی سعی کی۔ میں نے مسلم لیگ میں کبھی عہدہ قبول نہ کیا بلکہ ہمیشہ ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔"[۲۹]

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 64-77

تحریک ختم نبوت ﷺ اور مولانا حامد علی خانؒ:

جب قادیانیت زور پکڑنے لگی اور حکومت ان کے سامنے بے بس دیکھائی دینے لگی تو ۱۹۷۴ء میں پورے ملک میں دوبارہ تحریک ختم نبوت ﷺ شروع ہوئی۔ مولانا حامد علی خانؒ بھی اس تحریک کا حصہ بنے اور انہوں نے اپنے نبی ﷺ کی ناموس کی خاطر جگہ جگہ جلوس اور جلسوں سے خطاب کیا۔ اور عوام کو فتنہ قادیانیت کی سازشوں سے آگاہ کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ﷺ پورے ملک کی طرح ملتان میں بھی بڑی زبردست فعال رہی۔ ملتان میں تحریک ختم نبوت ﷺ کی کامیابی حضرت مولانا حامد علی خانؒ کی شاندار اور مثالی سرپرستی کی ہی بدولت تھی۔ حضرت پیر طریقت فتنہ قادیانیت کو مذہبی تحریک نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ ایک سیاسی تحریک گردانتے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

"مرزائیت اور قادیانیت کی ابتداء دنیا طلبی، مفاد پرستی اور منافقت پر رکھی گئی ہے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ برصغیر میں انگریزی اقتدار کو طول ودوام دیا جائے۔ ان کے مکروہ عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں"۔[۳۰]

حضرت مولانا حامد علی خانؒ سقوط پاکستان اور مشرقی پاکستان میں پاک افواج کی ذلت ورسوائی کا سبب مرزائیوں ہی کو سمجھتے تھے۔ مولانا حامد علی خانؒ نے فرمایا کہ:

"قادیانیوں کی تمام ترہمدردیاں بھارت کے ساتھ ہیں۔ قادیانی پاکستان میں نفاذ اسلام کی راہ میں روڑے اٹکاتے رہتے ہیں۔"[۳۱]

حضرت پیر طریقت مولانا حامد علی خانؒ قادیانیوں کو مسلمانوں کے فرقوں میں شامل کرنے کے قطعا مخالف تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

"قادیانی مسلمانوں کے فرقوں میں ہرگز شامل نہیں۔ قادیانی مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ وہ مسلمانوں کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے منکر ہیں۔ اس لیے ان کے مسلمان ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"[۳۲]

مولانا حامد علی خانؒ فرماتے ہیں:

"قادیانی تحریک ایک سیاسی تحریک ہے۔ اس کو مذہبی کہنا خود لفظ مذہب کی توہین ہے۔ مذہب کی غایت اللہ کی رضا اور اس کا قرب ہے۔ جبکہ قادیانیت کی بنیاد اس کے یوم آغاز سے دنیا طلبی، مفاد پرستی اور ہیرا پھیری پر رکھی گئی ہے۔ مسلمانوں کی جمیعت کو پارہ پارہ کرنا اسلامی اقدار اور مسلمات کا قلع قمع کرنا اس کا مقصد اصلی تھا تاکہ برصغیر میں انگریزوں کے اقتدار کو دوام و استمرار بخشا جائے۔ ان کی حاشیہ برداری کا کاسہ لیسی کرکے ان کی خوشنودی حاصل کی جائے اور ملک کی سیاست پر تسلط جمایا جائے۔ اور پھر اسلام اور مسلمانوں سے اس غداری کے صلے میں بڑے بڑے مناصب اور عہدے حاصل کیے جائیں۔ قادیانی تحریک کا سوانگ انگریزوں کے اشارہ پر رچایا گیا۔ اور قادیانیت انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ابھی تک یہ لوگ انہی خطوط پر کام کر رہے ہیں۔"[۳۳]

مولانا حامد علی خانؒ کی تصنیفی خدمات:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ نے اپنی ساری زندگی انتہائی سادہ انداز میں گزاری ہے۔ مولانا کے کئی فتاویٰ بھی ملتے ہیں۔ مولانا حامد علی خانؒ کی دو تصانیف بہت مشہور ہیں جو طبع ہو کر ہم تک پہنچی ہیں۔ یہ تصانیف درج ذیل ہیں:

- معارف عنایتیہ ترجمہ مقامات ارشادیہ
- تذکرۃ المشائخ

معارف عنایتیہ:

یہ مقامات ارشادیہ کا ترجمہ ہے اور اگر ہم اسے شرح بھی کہیں تو غلط نہ ہوگا۔ مقامات ارشادیہ ایک تصوف کی مفصل کتاب ہے۔ پہلی بار ۱۳۳۰ھ کو طبع ہو کر شائع ہوئی۔ اس کتاب میں وہ تمام اسباق شامل ہیں جو حضرت مولانا ارشاد حسینؒ نے اپنے شاگرد خاص مولانا عنایت اللہ خانؒ کو سیکھائے۔ جس پر عمل کرتے ہوئے مولانا عنایت اللہ خانؒ کی زندگی یکسر بدل کر رہ گئی۔ مولانا عنایت اللہ خانؒ نے اس عمل کے خزانے کو لوگوں تک پہنچایا تاکہ تصوف کا علم صحیح معنوں میں عام لوگوں تک پہنچے۔ یہ کتاب فارسی زبان میں طبع ہوئی تھی۔ اس دور میں فارسی زبان کا بہت عروج تھا۔ ہر خاص وعام فارسی زبان سے واقفیت رکھتا تھا۔ اس دور میں زیادہ تر کتب فارسی زبان میں ہی شائع ہوتی تھیں۔ لیکن جب حالات بدلنے لگے تو اس روحانی علوم سے مزین کتاب کو اردو میں ترجمہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت مولانا محمد اللہؒ نے اس ضرورت کو سمجھا اور مریدین کے اصرار پر ۱۳۶۰ھ میں اس کا معارف عنایتیہ کے نام سے اردو ترجمہ کیا۔ اس کی جلدیں ختم ہوئی اور دوسری اشاعت کی ضرورت پیش آئی تو حضرت مولانا محمد اللہ خانؒ نے یہ ذمہ داری مولانا حامد علی خان کو سپرد فرمائی۔[۳۴] مولانا حامد علی خانؒ نے آسان اور بامحاورہ ترجمہ شائع کیا تاکہ عام لوگوں کو آسانی کے ساتھ تصوف کا علم سمجھ آجائے۔ مولانا حامد علی خان نے ترجمہ کے ساتھ توضیحی نوٹ بھی لگادیے جس مطالب کا سمجھنا اور بھی آسان ہو گیا ہے۔

اس کتاب کی مدد سے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی جامعیت اور کتاب سنت سے موافقت کا حال معلوم ہوگا نیز حقیقی تصوف سے واقفیت پیدا ہو کر تصوف سے متعلق بہت سے شکوک واہبام رفع ہو جائیں گے۔

تذکرۃ المشائخ:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ نے یہ رسالہ نہایت ہی خوبصورت اور جامع انداز سے تحریر فرما کر اپنے سلسلہ کے بزرگوں سے آپ کو خاص محبت اور عقیدت تھی۔ اس لیے آپ نے یہ رسالہ نہایت اور مختصر اور جامع انداز میں تحریر فرمایا۔ آپ اس رسالہ کے مقدمہ میں خود بیان فرماتے ہیں کہ:

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.2, June-2024
Page no: 64-77

"اس رسالہ میں کرامات اور تصرفات کا بیان قصداً ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ عوام کو اسی سے زیادہ دلچسپی ہے۔ اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اختصار کے پیش نظر یہ رسالہ بہت مختصر لکھا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ عوام جس کو کرامت سمجھتے ہیں اکابر سلسلہ اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ ان کا قول تو یہ ہے کہ: ہم پر لازم بھی یہی ہے کہ ظاہراً و باطناً مستقیم الاحوال بنیں اور اپنے اعمال و اخلاق میں ان اکابر سلف کا اتباع کریں۔ جن کو استقامت ہی کی وجہ سے قرب رب حاصل ہوا ہے۔"[۳۵]

مولانا حامد علی خانؒ کا وصال اقدس:

۸ جنوری ۱۹۸۰ء بروز پیر حرکت قلب بند ہو جانے سے برصغیر پاک و ہند کی ممتاز علمی و روحانی شخصیت تحریک پاکستان کے ہر اول دستے کے سالار نظام مصطفی ﷺ کے سچے علمبر دار اور تاجدار ملتان شریف پیر طریقت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حامد علی خان رحمۃ اللہ علیہ ۳ بجے سہ پہر خالق حقیقی سے جا ملے۔ ہر اخبار نے وصال اقدس کی خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی اور خصوصی ضمیمے نکالے۔ روزنامہ امروز حضرت کی وفات کی خبر جلی سرخیوں کے ساتھ دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

"شہر کی حالت یہ ہے کہ بلا امتیاز ہر محلہ غم واندوہ کا احساس طاری ہے اور ہر گھر مولانا کی خدمت کے اعتراف کی علامت بنا ہوا ہے۔ بچے، بوڑھے، نوجوان اور خواتین سب ہی سوگوار ہیں۔ مولانا نے آزمائش کی ہر گھڑی میں اسلامیان پاکستان کا جس طرح ساتھ دیا اور قربانی دی ملک کی تاریخ نے انہیں محفوظ کر لیا۔"[۳۶]

مولانا حامد علی خانؒ کا اہل و عیال:

حضرت مولانا حامد علی خانؒ کی دو شادیاں ہوئی۔ پہلی اہلیہ کی وفات ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔ آپ کی پہلی اہلیہ سے ایک صاحبزادی پیدا ہوئی جن کی شادی انڈیا میں ہی ہوئی۔ پہلی اہلیہ کی وفات کے بعد دوسری شادی ۱۹۴۵ء میں ہوئی۔ جن سے ۴ صاحبزادے اور ۳ صاحبزادیاں اس دنیا میں تشریف لائے۔ ایک صاحبزادے اس دنیا میں آنکھ کھولتے ہی رخصت ہو گئے تھے باقی حضرت کے ۳ صاحبزادگان کا نام درج ذیل ہے:

۱. حضرت قاری بہاؤالدین محمد علیؒ (۱۹۵۰ء تا ۲۰۱۱ء)
۲. حضرت قاری حماد الدین ناصر علی
۳. حضرت قاری محی الدین احمد علیؒ (۱۹۵۴ء تا ۲۰۱۹ء)[۳۷]

جامعہ اسلامیہ مدرسہ خیر المعاد:

جامعہ اسلامیہ مدرسہ خیر المعاد ۱۳۰۰ھ میں قیام میں آیا۔ حضرت مولانا حامد علی خانؒ مدرسہ خیر المعاد سے ۱۹۳۲ء میں وابستہ ہوئے۔ ۱۹۳۲ء میں مدرسہ خیر المعاد روہتک میں تھا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ۱۹۵۹ء میں جب مولانا حامد علی خانؒ نے ہجرت کی تو ملتان میں

چوڑی سرائے میں آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ ۱۹۵۹ء سے لے کر تاحیات جامعہ اسلامیہ مدرسہ خیر المعاد، ملتان میں تدریسی خدمات دیتے رہے۔ آپ کے صال کے بعد ۱۹۸۰ء میں مدررسہ خیر المعاد قلعہ کہنہ قاسم باغ پر منتقل ہوا۔[۳۸]

جامعہ اسلامیہ مدرسہ خیر المعاد حضرت مولانا حامد علی خانؒ کی محنت اور لگن کی وجہ سے اس مقام پر ہے کہ اب پاکستان کے تقریباً ہر شہر میں جامعہ کے طالب علم فارغ التحصیل ہو کر علم کی شمع روشن کر رہے ہیں۔ یہ وہ جامعہ ہے جہاں شب و روز دانش اور حکمت کے زریں اصول سکھائے جاتے ہیں اور گہرہاء معرفت لٹائے جاتے ہیں، جہاں نور علم سے دلوں کو معمور کیا جاتا ہے اور شراب توحید و رسالت ﷺ سے نگاہوں کو مخمور کیا جاتا ہے۔ جہاں جہالت کے بادل چھٹے ہوئے ہوئے نظر آتے ہیں اور فقاہت کے موتی بٹتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

خلاصہ

تدریس ایک شریفانہ، مہذبانہ اور پیغمبرانہ پیشہ ہے۔ علم انبیاء کا ورثہ ہے، تمام انبیاء نے اپنی امت کو زیور علم سے آراستہ کیا۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے دنیا اور آخرت کا سارا حصہ پایا۔ دین اسلام میں درس و تدریس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مولانا حامد علی خانؒ نے تدریس کا شعبہ اختیار کرتے ہوئے اپنی ساری زندگی طلباء کو علم کی دولت عطا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ آپ کی قدر کرتے تھے۔ مولانا حامد علی خانؒ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ علمی اعتبار سے آپ کی حیثیت کسی ادارے سے کم نہ تھی۔ آپ جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بہترین مدرس، مفتی، شیخ الحدیث والتفسیر، بھی تھے۔ اس مضمون میں ہم نے مولانا حامد علی خانؒ کی دینی خدمات کا تجزیاتی جائزہ لیا ہے۔ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل نکات اخذ کیے ہیں:

- مولانا حامد علی خانؒ نے بھی اسی طرح اپنی ساری زندگی جد و جہد کرتے ہوئے لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے گزاری۔
- آپ نے ہمیشہ ذاتی مفاد سے بالاتر ہو کر معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کیا اور رامپور انڈیا سے اپنی سرکاری نوکری چھوڑ کر پاکستان تشریف لائے۔
- آپ نے ہمیشہ مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، یہی وجہ تھی کہ آپ ہر موقع پر لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔
- آپ نے اپنی تعلیم بہترین اساتذہ کے زیر سایہ حاصل کی اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد عام لوگوں تک علم کی روشنی کو پہنچایا۔ آپ کی تعلیم اور تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ اندرون ملتان، جہاں تعلیم کے وسائل نہ ہونے کے برابر تھے وہاں علم کی روشنی کو عام کیا۔ اندرون ملتان کی تنگ گلیوں میں محدود وسائل کے ساتھ جس طرح آپ نے لوگوں میں عقل و شعور اور تعلیم کی روشنی کو عام کیا اس کی کوئی نظیر نہ ہے۔
- رامپور انڈیا میں آپ مسلم ٹریڈ کمپنی کے قیام میں پیش پیش تھے اور مسلم ایجوکیشن بورڈ کی سرپرستی کرتے ہوئے لوگوں کو موثر اور بنیادی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ہے۔

- تصوف میں گہری دلچسپی رکھتے تھے، اسی دلچسپی کی وجہ سے اپنے مرشد کریم کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ اور مشکل الفاظ کی تشریح بھی فرمائی۔
- ختم نبوت ﷺ کے مسئلہ پر گہری نظر رکھتے ہوئے لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔
- آپ نے جس طرح سادگی سے لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے زندگی گزاری یہ موجودہ دور میں ایک بہترین مثال ہے۔

مولانا حامد علی خانؒ کی دینی خدمات کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ محدود وسائل کے ہونے کے باوجود معاشرہ کی ترقی اور خوشحالی کے لیے انسان اپنا کردار ادا کر کے معاشرے میں ایک مثال قائم کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] الاحزاب، ۳۳:۲۱

[2] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، (ملتان: جامعہ اسلامیہ خیر المعاد، جون ۲۰۲۲ء) ص:۱۶۴

[3] قادری، خالد محمود، تذکرہ پیر طریقت مولانا حامد علی خان رامپوریؒ، (لاہور: مکتبہ جمیعت مسجد گنبد والی بیرون بھاٹی گیٹ، مارچ ۲۰۱۷) ج:۱، ص:۵۱

[4] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، (ملتان: جامعہ اسلامیہ خیر المعاد، جون ۲۰۲۲ء) ص:۱۶۴

[5] ایضاً۔

[6] محولہ بالا، ص ۱۶۵

[7] قادری، خالد محمود، تذکرہ پیر طریقت مولانا حامد علی خان رامپوریؒ، (لاہور: مکتبہ جمیعت مسجد گنبد والی بیرون بھاٹی گیٹ، مارچ ۲۰۱۷) ج:۱، ص:۴۴

[8] ہزاروی، مولان محمد صدیق، تعارف علماء اہل سنت (لاہور: مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہوری روڈ، ۱۹۷۹ء) ص:۸۵

[9] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ (ملتان: جامعہ اسلامیہ خیر المعاد خانقاہ حامدیہ قلعہ کہنہ قاسم باغ، فروری ۲۰۲۰ء) ص:۲۶

[10] محولہ بالا، ص:۲۹

[11] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، ص:۱۶۵

[12] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ، ص:۸۱

[13] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، ص:۱۶۷-۱۶۶

[14] ایضا، ص:۱۶۷

[15] محولہ بالا، ص:۱۶۶

[16] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، ص:۱۶۷

[17] ایضاً، ص:۱۶۷

[18] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خان، ص:۳۳

[19] ایضاً

[20] قریشی، غلام دستگیر، دستک (تعارفی کتابچہ)، (ملتان: مجلس ثقافت پاکستان، ۱۹۸۱ء) ص:۱۵

[21] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، ص:۱۷۱

[22] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ، ص:۱۵۴

[23] محمد مزمل، ملتان میں سلسلہ نقشبندیہ کی روایت، تحقیقی و تنقیدی مطالعہ، تحقیقی مقالہ برائے ایم۔فل علوم اسلامیہ، سیشن ۲۰۱۳-۲۰۱۱، (ملتان: بہاءالدین زکریا یونیورسٹی) ص:۸۵

[24] قادری، خالد محمود، تذکرہ پیر طریقت مولانا حامد علی خان رامپوریؒ، (لاہور: مکتبہ جمیعت مسجد گنبد والی بیرون بھاٹی گیٹ، مارچ ۲۰۱۷) ج:۱، ص:۳۴۱

[25] محولہ بالا، ج:۱، ص:۳۰۷

[26] محولہ بالا، ج:۱، ص:۳۰۷

[27] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ، ص:۳۱-۳۲

[28] روزنامہ جسارت، ملتان، ۷ دسمبر ۱۹۷۰

[29] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ، ص:۳۸-۳۹

[30] محولہ بالا، ص:۶۸

[31] ایضاً

[32] ضیاء الحامدی، مولانا، افکار حامد، (ملتان: روحانی آرٹ پریس، صفر المظفر ۱۴۰۲ھ) ص:۱۴

[33] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ، ص:۶۹

[34] خان، عنایت اللہ، مولانا، معارف عنائتیہ، خان، حامد علی، مولانا، (رامپور: ناظم پریس رامپور، ۱۹۷۶ء)، ص:۱۳

[35] خان، مولانا حامد علی، مولانا، تذکرۃ المشائخ، ص:۷

[36] روزنامہ امروز، ۸ جنوری ۱۹۸۰ء

[37] ہزاروی، مولان محمد صدیق، تعارف علماء اہل سنت (لاہور: مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لاہوری روڈ، ۱۹۷۹ء) ص:۸۸

[38] الحامدی، علامہ اشرف، تاجدار اہل سنت حضرت مولانا حامد علی خانؒ، ص:۱۵۲